سون پہاڑی کا راز
چترا نائک
₹ 30.00
ISBN 812372471-3
13141058
nbt.india
एकः सूते सकलम्
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

نوخواندگان کے لئے کتابوں کا سلسلہ

سون پہاڑی کا راز

چترا نائک

مترجم

آفتاب احمد خاں

تصاویر

سبیر رائے

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

ISBN 978-81-237-2471-3

پہلا اردو ایڈیشن : 1998 (ساکا 1920)

دوسری طباعت :2014 (ساکا 1935)

Son Pahari Ka Raaz *(Urdu)*

قیمت :30.00

ناشر :ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوشنل ایریا، فیس-II،

وسنت کنج، نئی دہلی۔110070

Website: www.nbtindia.gov.in

سون پہاڑی کے اوپر مورائی دیوی کا مندر ہے۔ نیچے پورب کی طرف پار گاؤں ہے۔ ایک زمانے میں مورائی دیوی کا بہت بڑا نام تھا۔ اب تو مندر ٹوٹ گیا ہے۔ مندر کا راستہ بہت مشکل ہے۔ چھوٹی سی پگڈنڈی ہے۔ راستے میں کانٹے اور نوکیلے پتھر ہیں۔ مندر کے چاروں طرف باڑ اور پیپل کے پیڑوں کا جنگل ہے۔ دن ڈھلنے کے بعد اس طرف کوئی نہیں جاتا۔

کوئی چھ مہینے پہلے کی بات ہے۔ پار گاؤں کا ایک گڈریا اپنی بکری ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ اسے کھوجتے کھوجتے مورائی کے مندر پہنچ گیا۔ شام کا وقت تھا۔ اس مندر کے پچھواڑے روشنی نظر آئی۔ لڑکا بہادر تھا۔ وہ دبے پاؤں مندر کے پیچھے چلا گیا۔ اس نے دیکھا، وہاں آگ جل رہی ہے۔ پاس میں ایک ڈاڑھی والا پہلوان بیٹھا ہے۔ وہ چلم پی رہا تھا۔ اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ لڑکے کو دیکھ کر وہ شیر کی طرح دہاڑا۔ ”کون ہے رے تو؟ میں تجھے کھا جاؤنگا۔ نگل جاؤنگا۔ میرے سامنے آجاؤ“۔

لڑکا ڈر کے مارے بھاگا۔ دوڑتا ہوا وہ پار گاؤں پہنچا۔ اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ سامنے سے گاؤں کے نئے سرپنچ آرہے تھے۔ لڑکے نے انھیں سب کچھ بتادیا۔ وہ ہنسنے لگے۔ گھر جاکر انہوں نے بیوی کو

لڑکے کی کہانی سنائی۔ بیوی نے کہا، "یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے۔ بچے کو مورائی کے درشن ہوئے ہونگے"۔

سرپنچ اور زور سے ہنسنے لگے۔

"اسے تو ڈاڑھی والا آدمی دکھا تھا۔ دیوی کے ڈاڑھی کیسے ہو سکتی ہے"؟

بیوی بولی۔ "دیوی الگ الگ شکلوں میں دکھائی دیتی ہے۔ آپ چار پانچ لوگوں کو لیکر پہاڑی پر جایئے۔ اور خود دیکھ لیجئے۔ نہیں تو بعد میں پچھتانا پڑے گا"۔

سرپنچ سوچنے لگے "ٹھیک بات ہے۔ مجھ پر گاؤں کی ذمہ داری ہے۔ اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے"۔

سرپنچ نے اپنے نوجوان ساتھیوں کو بلایا۔ دوسرے دن شام کو وہ سب مندر کی طرف چل پڑے۔

(2)

"ہے رام۔ یہ کیسا ٹیڑھا میڑھا راستہ ہے"۔ یہ کہتا ہوا سرپنچ کا ساتھی زمین پر گر گیا۔ دو جوانوں نے اپنے ساتھی کو پکڑ کر مشکل سے کھڑا کیا۔ سرپنچ کچھ آگے چل رہے تھے۔ وہ رک گئے۔ انہوں نے ساتھی سے پوچھا۔ "ہاتھ پاؤں تو سلامت ہیں نا"؟

ساتھی نے جواب دیا، "ہاں۔ ہاں۔ میں بچ گیا۔ صرف جوتے ٹوٹ گئے ہیں۔"

"آپ جوتے کی بات کرتے ہیں۔ میری قمیض دیکھئے۔ چیتھڑا بن گئی ہے۔ تیرہ روپئے کی نئی قمیض تھی۔ برباد ہو گئی"۔
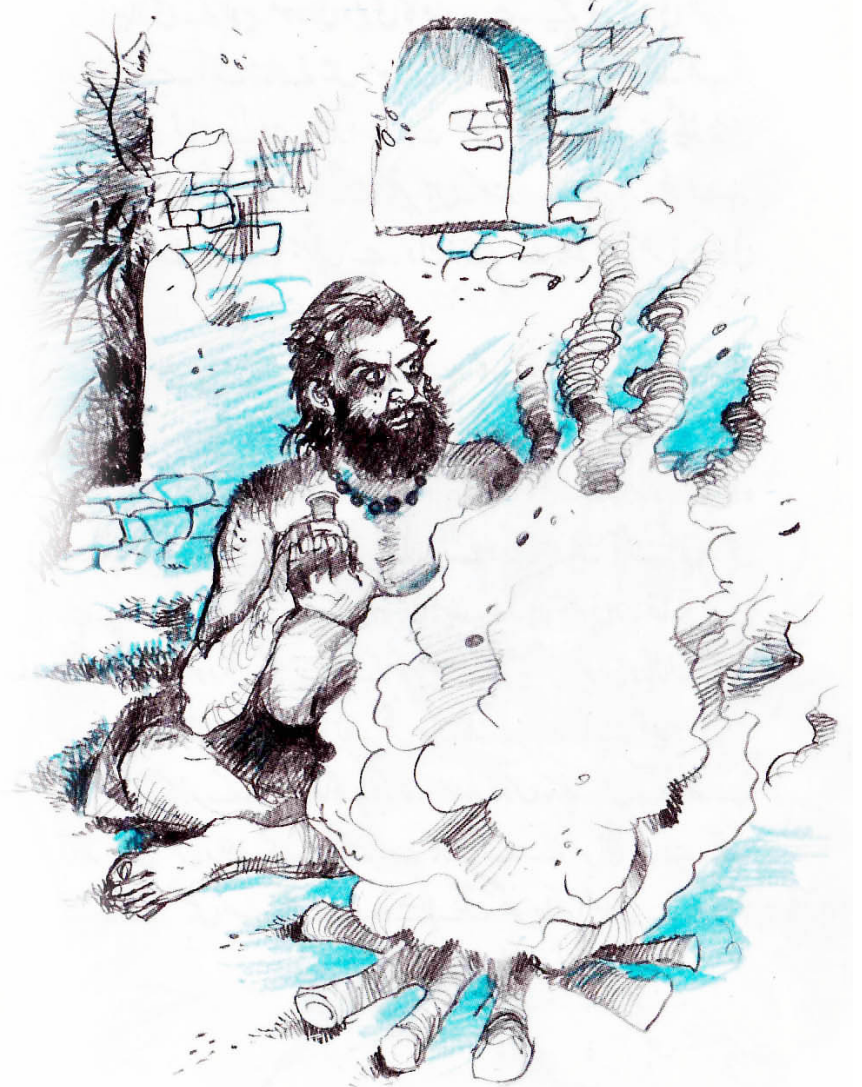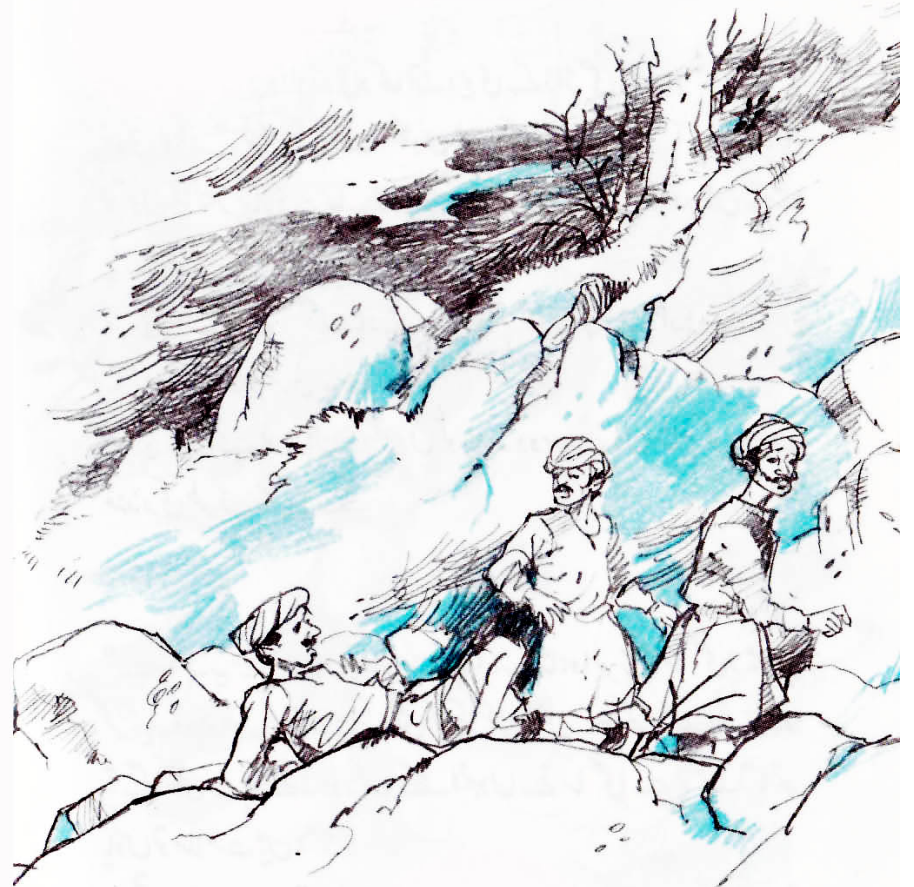
"اب دیوی سے نئی قمیض مانگ لیجئے، سرپنچ جی"۔ دوسرے ساتھی نے ہنستے ہوئے کہا۔ سب ہنسنے لگے۔ شام کے وقت ڈر لگ رہا تھا۔ ہنسی سے سب لوگوں کی ہمت بندھ گئی۔

تھوڑی دور پر کوئی بھجن گا رہا تھا۔ سب رک گئے۔ بھجن بھی اچانک بند ہو گیا۔ سرپنچ نڈر ہو کر آگے بڑھے۔ انہیں ٹوٹا پھوٹا پرانا مندر نظر آیا۔ گنبد پر چاروں طرف جنگلی گھاس اگی تھی۔ مندر میں پجاری بیٹھا تھا۔ بے حد موٹا اور ڈاڑھی والا۔ اسے دیکھ کر سب حیران ہوئے۔ پجاری نے آواز دی۔ "کون ہو؟ یہاں کس لئے آئے ہو"؟

سرپنچ آگے بڑھے۔ جھک کر انہوں نے کہا، "بابا جی، میں پارگاؤں کا سرپنچ ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔ دیوی کے درشن کے لئے آیا ہوں۔ پتہ چلا کوئی نیا پجاری آیا ہے۔ اسی لئے دیکھنے چلا آیا۔ بابا جی، آپ یہاں کب سے ہیں؟ آپ کا نام کیا ہے؟ کہاں سے آئے ہیں"؟

بابا یہ سن کر زور سے ہنسنے لگا۔ بولا "میرا نام؟ میرا نام پوچھ رہیش ہو؟ تو سنو۔ میرا نام اگڑبمب ہے۔ میں مورائی کا پجاری ہوں۔ میرے گاؤں کے نام بھورپاٹن ہے۔ دور بہار دیس میں رہتا ہوں۔ وہاں مورائی کا اصل ٹھکانا ہے۔ وہاں چار چار پجاری دیوی کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ مورائی سے منت مانگتے ہیں۔ میں وہاں کا

سب سے بڑا پجاری ہوں۔ پتہ ہے میں یہاں کیوں آیا ہوں؟ ایک دن شام کے وقت مورائی میرے سامنے کھڑی ہوئی بجلی کی طرح چمک رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "بیٹا مراٹھی دیس میں سون پہاڑی کے پاس پار گاؤں ہے۔ وہاں میرا پرانا مندر ہے۔ لیکن گاؤں کے لوگ بھول چکے ہیں۔ وہ اب میری پوجا کرنے نہیں آتے۔ نومی کے دن قربانی نہیں چڑھاتے۔ اس لئے میں پار گاؤں سے ناراض ہوں۔ قربانی نہ ملنے کی وجہ سے مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ کھانا نہیں ملا تو میں پار گاؤں کا ناش کردونگی۔ چار چھ مہینے انتظار کرونگی۔ بھینٹ نہیں ملی تو بھونچال آئے گا۔ تم پار گاؤں کے لوگوں کو یہ بات کہہ دینا۔ وہ سب مورائی دیوی کی ٹھیک سے دیکھ بھال کریں۔ دیوی بہت ناراض ہے"۔

"دیوی کا غصہ دیکھ کر میں نے کہا" ہے مورائی ماتا۔ پار گاؤں کے لوگ جاہل ہیں۔ پار گاؤں چھوٹی سی بستی ہے۔ بھوچال آیا تو منٹوں میں ختم ہو جائیگی۔ آپ گاؤں پر دیا کیجئے۔ میں پار گاؤں جاؤں گا۔ سون پہاڑی کے مندر میں آپکی پوجا کرونگا۔ جتنے دن کہوگی اتنے دن بھینٹ چڑھاؤنگا۔ آپ گاؤں کا ناش نہ کریں"۔

اتنا کہہ کر پجاری سرپنچ کی طرف مڑا۔ "تم بھینٹ نہیں لائے۔، خالی ہاتھ آئے ہو؟ خالی ہاتھ آؤ گے تو بربادی دور نہیں"۔

یہ سن کر سرپنچ ہڑبڑا گئے۔ ایک ساتھی نے ہمت کر کے پوچھا، ”باباجی، قربانی سے کیا ہو گی“؟

پجاری نے سوچ کر کہا، ”دیکھو۔ ہر نومی کی شام کو ایک مرغا لانا۔ اندھیرا ہونے سے پہلے مرغا پہنچا دینا۔ کل چوبیس مرغے دینے ہونگے۔ بھینٹ کون لائے گا یہ تم لوگ طے کر لینا۔ جاؤ، بھگت کا خالی ہاتھ آنا دیوی کو پسند نہیں ہے۔“

تب سے ہر نومی کو ایک مرغا دیوی کے پاس پہنچایا گیا۔ لوگ کہنے لگے، ”مورائی کی دعا سے اب تک پار گاؤں میں بھونچال نہیں آیا۔ کبھی کبھی زمین تھر تھراتی ہے۔ لیکن نقصان نہیں ہوا۔“

(3)

اب پجاری گاؤں میں دکھائی دینے لگا۔ اندھیرا ہونے پر وہ تیل، گھی، مسالے وغیرہ خریدنے آتا تھا۔ کسی سے بات نہیں کرتا۔ کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تو وہ جواب نہیں دیتا۔ اس نے کسی بھی گاؤں والے سے جان پہچان نہیں رکھی۔ اندھیرے میں پہاڑی پر واپس چلا جاتا۔

نومی کی شام کو عجیب آواز آتی تھی۔ بھوں۔ بھوں۔ بھوں۔ بھوں۔ بھیانک آواز۔ ایک بار کسی نے پوچھا۔ ”یہ کیسی آواز ہے؟“

پجاری نے کہا۔ ”بھینٹ کھانے کے بعد مورائی دیوی ڈکار لیتی ہے۔ اسی کی آواز آتی ہے۔“

ایک بار گاؤں میں پولس آئی۔ بمبئی میں بہت بڑا ڈاکہ پڑا تھا۔
سونا چوری ہو گیا تھا۔ پولس نے کہا۔ "چور پرانے شرپور گاؤں میں چھپے
ہیں۔" انہوں نے بہت ڈھونڈا۔
پولس مورائی کا مندر دیکھنے گئی۔ پجاری آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ پولس
کو دیکھ کر وہ زور سے چلایا، "کیوں آئے ہو؟ میری عبادت ختم کرنے کے
لئے؟ مورائی دیوی تم کو برباد کر دے گی۔" کافی دیر تک تلاشی لینے کے
بعد پولس واپس چلی گئی۔

(4)

دیوالی کی چھٹیاں شروع ہوئیں۔ پار گاؤں کے کچھ بچے بمبئی میں پڑھتے
تھے۔ سنتو پاٹل کا لڑکا سبھاش کالج میں تھا۔ سبھاش کو پتہ چلا کہ گاؤں میں
پولس آئی تھی۔ بس سے اترتے ہی اسکے ساتھیوں نے گھیر لیا۔ وہ اسے
گاؤں کی ایک ایک بات بتانے لگے۔ انہوں نے سبھاش سے کہا، "مورائی
دیوی کا پجاری بہت طاقت ور ہے۔ وہ کسی کو پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔ گاؤں
والوں کو ڈرا کر رکھتا ہے۔"
سبھاش نے ساتھیوں سے کہا۔ "ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔
ہمیں پتہ لگانا ہو گا۔ آج شام تم سب میرے گھر آنا۔ ہم طے کریں گے۔
کشن، وکاس، راجیش، مادھو، آنند تم ضرور آنا۔"

راجیش نے پوچھا، "گھر والوں کو خبر کرنا ہو گا نا؟ مندر کی طرف سے ہر
نومی کی رات بھوں بھوں کی آواز آتی ہے۔ اس سے ڈر لگتا ہے۔ اگر
بھوت نے ڈرا دیا۔ ہم پہاڑی سے واپس نہ آئے تو؟ گھر والوں کو معلوم تو
ہو کہ ہم کہاں ہیں؟"
سبھاش نے راجیش سے کہا۔ "دیکھو بھوتوں سے میں اکیلا لڑ سکتا
ہوں۔ تمہیں چوٹ بھی نہیں پہنچے گی۔ میری بات پر یقین نہ ہو تو مت
آنا۔ لیکن اس بات کا کسی کو پتہ نہیں لگنا چاہیئے۔"
سارے لڑکے نڈر تھے۔ چلنے کو تیار تھے۔ یہ دیکھ کر راجیش نے
کہا، "میں اندھیرے سے نہیں ڈرتا۔ جنگلی جانوروں سے نہیں ڈرتا۔
اب سبھاش کے کہنے سے بھوتوں سے بھی نہیں ڈرونگا۔"

(5)

سب دوستوں نے طے کیا کہ نومی کی شام کو مندر چلیں گے۔ وہ بھیانک
آواز کی وجہ جاننا چاہتے تھے۔ دو تین دن سے سبھاش اور اسکے ساتھی
منصوبہ بنا رہے تھے۔ انہیں پتہ چلا کہ اس نومی کو مرغا دینے کی کس کی
باری ہے۔ بھیکا جی ایک غریب کسان تھا۔ اس بار اسے مرغا پہنچانا تھا۔
نومی کو شام ہوئی، بھیکا جی نے ٹوکری میں مرغا رکھا۔ ساتھ
میں ہلدی، کم کم اور کافور لے لیا۔ بڑی بے دلی سے ٹوکری اٹھا کر بھیکا جی

پہاڑی چڑھنے لگا۔ مورائی گاؤں کا ناش نہ کریں۔ اس لئے یہ سب کرنا پڑرہا تھا۔ پجاری بابا کو مرغا سونپ کر بھیکا جی پہاڑی اترنے لگا۔ گاؤں قریب آنے پر وہ دل ہی دل میں بدبدانے لگا، ”بھگوان جانے یہ بابا سچا ہے یا جھوٹا؟ کیسا موٹا ہو رہا ہے۔ مرغا خود ہی کھاتا ہوگا۔ دیوی کا نام اور بابا کا دھام۔“

سبھاش کے ساتھی چھپتے چھپاتے پہاڑی کی طرف چل دیے۔

بھیکا جی کا بدبدانا سن کر آنند نے کہا۔ ”ہمیں اس راز کا بھید کھولنا چاہیئے۔ میرے چھوٹے چچا بمبئی میں اسکول میں پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ منت ماننے سے بھونچال رک سکتا ہے۔ بھینٹ دینے سے بھونچال نہیں ہوگا، یہ بات سچ نہیں ہے۔ پجاری بابا جھوٹ بولتا ہے۔ وہ ضرور کچھ چھپا رہا ہے۔ آج ہمیں بابا کے ڈھونگ کا بھانڈا پھوڑنا ہوگا۔“

(6)

سبھاش، وکاس، کشن، آنند، راجیش اور مادھو دبے پاؤں پہاڑی چڑھ رہے تھے۔ بچپن میں وہ کئی بار پہاڑی چڑھتے اترتے تھے۔ پہاڑی کی ایک ایک پگڈنڈی جانتے تھے۔ بھونچال کے بعد انہوں نے وہاں جانا چھوڑ دیا۔ گھر کے بڑے لوگ بھی بچوں کو پہاڑی کی طرف جانے سے روکتے تھے۔

مورائی مندر ایک بڑے سے پتھریلے ٹیلے پر تھا۔ پہاڑی سے وہاں پہنچنے کا راستہ بہت بے ڈھب تھا۔ سیدھی اوپر کی طرف چڑھائی تھی۔ کسی کا پاؤں اگر پھسل جائے تو ڈھلان پر سے گڑگڑاتے ہوئے سیدھے تالاب میں پہنچ جائے۔ ہوسکتا تھا مر بھی جائے۔ پھر بھی سبھاش کے ساتھیوں نے وہی راہ چنی۔ وہاں کا ایک ایک پیڑ پودھا وہ پہچانتے تھے۔ ڈالیوں کو پکڑتے ہوئے، پتھروں پر پاؤں جما کر وہ سب اوپر پہنچ گئے۔

یہ مندر کا پچھواڑہ تھا۔ اس طرف ایک بڑی چٹان تھی۔ اس کی آڑ میں ساتھی لوگ سانس روک کر بیٹھ گئے۔ چاروں طرف برگد، پیپل کے پیڑوں کا سایہ تھا۔ پیڑوں سے لپٹی ہوئی جنگلی بیلیں ایک دوسرے میں بری طرح الجھ گئی تھیں۔ دھیرے دھیرے اندھیرا پھیلنے لگا۔ اگادگا چڑیوں کی چہچہاہٹ بند ہوگئی۔ اچانک ایک ٹٹہری چٹان کے چاروں طرف پھڑ پھڑائی۔ اسکی تیز چرر۔۔چر۔۔خاموشی کو چیرتی ہوئی دل میں کپکپی پیدا کرتی۔ پیپل کے پیڑ پر بیٹھا الو ”گھو گھو“ کر رہا تھا۔ بھیانک ماحول تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اچانک کالی کلوٹی، موٹی تازی مورائی دیوی باہر آئے گی۔ لال زبان نکال کر غرائے گی۔ نکیلے دانتوں سے کچا مرغا کچا کچ کھاجائیگی۔ ہرے رام، کتنی ڈراونی جگہ ہے۔

لیکن ایک منٹ میں سارا ماحول بدل گیا۔ بابا ہاتھ میں لالٹین اور بڑا پتیلا لیکر آرہا تھا۔ فلمی گانا گنگناتا ہوا وہ مندر کے پچھواڑے کی

طرف آ گیا۔ اس نے ایک بڑے پتھر پر لالٹین رکھ دی۔ ڈاڑھی کھجاتا ہوا وہ کچھ دیر وہیں کھڑا رہا۔ پھر اس نے چولہے کے پاس پتیلہ رکھا۔ پھونک مار کر اس نے بجھتے انگاروں کو تیز کیا۔ تھوڑی لکڑی چولہے میں ڈال کر وہ مندر میں چلا گیا۔

اس بار صاف کیا ہوا مرغا اس کے ہاتھ میں تھا۔ چولہا خوب تیز جل رہا تھا۔ اس سے چاروں طرف روشنی ہو رہی تھی۔ پجاری بابا نے مرغے کے ٹکڑے تھالی میں رکھ دیے۔ ان میں نمک مرچ مسالہ لگا کر وہ ایک بار پھر مندر میں چلا گیا۔ اس بار اس کے ہاتھ میں گھی کا ڈبہ اور بڑا سا شنکھ تھا۔ چولہا تیز جل رہا تھا۔ پتیلے میں گھی اور کٹے ہوئے ٹکڑے ڈال کر بابا نے اس میں ایک لوٹا پانی ڈال دیا۔ کندھے پر پڑے گمچھے سے ہاتھ پونچھے۔ پھر پچھواڑے کے چبوترے پر چھاتی تان کر کھڑا ہو گیا۔ گالوں کو پھلا کر وہ بڑے زور سے شنکھ پھونکنے لگا۔ ایک دم بڑی بھیانک آواز چاروں طرف گونجنے لگی۔ بھوں، بھوں۔۔۔ وہ آواز اتنی بھیانک تھی کہ اندھیرا بھی کانپ اٹھا۔

پہاڑی کے چاروں طرف اسکی گونج سنائی دے رہی تھی۔ سبھاش کی ٹولی بھی اس آواز سے ڈر گئی۔ پھر بھی ایک گتھی تو سلجھ گئی۔ بھوں۔۔۔ بھوں۔۔۔ کی آواز، مورائی کے ڈکار نہیں تھی۔ یہ بابا کے شنکھ کی آواز تھی۔

(7)

بابا نے پھر ایک بار زور سے شنکھ بجایا۔ پہاڑی کے نیچے سے جواب آیا۔ گھو۔ گھو۔ گھو۔ گھو۔ لڑکے سوچنے لگے۔ یہ آواز الّو کی ہے یا آدمی کی؟

بابا نے پتیلے کا ڈھکن ہٹایا۔ تھوڑا اور پانی اس میں ڈالا۔ زوردار خوشبو چاروں طرف پھیل گئی۔ بابا نے تیسری بار شنکھ پھونکا۔ بھوں، بھوں، بھوں۔ اس بار قریب سے آواز آئی۔ گھو۔ گھو۔ گھو۔ لڑکے پریشان ہو کر دیکھنے لگے کہ وہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔

مندر کی ایک راہ شرپور گاؤں کی طرف سے آتی تھی۔ بھونچال کے بعد شرپور میں بہت ٹوٹ پھوٹ ہو گئی تھی۔ گاؤں برباد ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ راستہ بھی بند ہو گیا تھا۔ لوگ کہتے تھے شیر پور میں اب صرف چور رہتے ہیں۔ اسی راہ سے تین آدمی چڑھ کر ادھر آرہے تھے۔ ایک لمبا تھا۔ ایک چھوٹے قد کا اور ایک لنگڑا۔ گھو، گھو کی آواز وہیں سے آرہی تھی۔

"کیوں شنکھو جی، مرغا ٹھیک طرح سے بنا ہے یا نہیں؟ پچھلی بار کی طرح جلا تو نہیں دیا؟" لمبے آدمی نے پوچھا۔

پجاری بابا ادب سے کھڑا ہوا۔ بولا۔ "جی نہیں۔ آج ٹھیک سے بنایا ہے۔"

"بنڈا۔ پاؤں سیدھا کرو۔ یہاں لنگڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے مال رکھ دیتے ہیں۔ پھر آگے کی بات۔" لمبے آدمی سبحان راؤ نے حکم دیا۔

مندر کے پیچھے جھرنا تھا۔ ساتھ میں برگد کے پیڑ کا چبوترہ تھا۔ لنگڑا وہیں بیٹھ گیا۔ بنڈا نے کہا"اس بار کافی سونا مل گیا۔ بڑی بڑی دس پٹیاں۔ چلتے چلتے پاؤں ٹوٹ گیا۔"

ٹھگنا پانڈوا آنکھ مچکاتے ہوئے بولا۔ "دیکھ بنڈا تمہارا تو لنگڑے کا رول ہے۔اس سے پاؤں کو اپنے آپ لنگڑانے کی عادت ہو جائیگی۔"

چٹان کے پیچھے چھپے دلیر ساتھی ساری باتیں سن رہے تھے۔انہوں نے بدھ کے دن بازار میں اس لنگڑے کو کئی بار دیکھا تھا۔ وہ کبھی بھیک مانگتا۔ کبھی پرانے کپڑے بیچنے کے لئے لاتا۔ اچھے ریشم کے صافے، ٹیرین کا مال، پتلون وغیرہ بھی لاتا۔ کوئی پوچھے تو کہتا۔"سنتو میں ایک دکان دار سے میری پہچان ہے۔وہ کمیشن پر مجھے یہ مال دیتا ہے۔ بیچنے پر فائدہ ہوا تو پھر سے مال دیتا ہے۔ نہیں تو مجھے بھیک مانگنی پڑتی ہے۔"

سبھاش کی ٹولی جان گئی۔ بنڈا چوری کے کپڑوں کو بیچتا ہوگا۔ چوری کرنے کے ٹھکانے دیکھنے کے لئے گاؤں میں بھیک مانگتا ہوگا۔ مورائی کے اڈے پر کس کو شک تو نہیں ہوا ہے؟ یہ دیکھتا ہوگا۔

سبحان نے پانڈوا کو ڈانٹا"اب بکواس بند۔ ضرورت کیلئے پیسہ نکال لیں گے۔ باقی سارا تجوری میں رکھیں گے۔ پانڈوا یہ لے تیرا حصہ" جیب میں ہاتھ ڈال کر سبحان راؤ نے نوٹ نکالے اور بنڈا کو دیے۔ "اب تجوری کھول دے۔"

مندر کی پچھلی دیوار بڑے بڑے پتھروں کی بنی تھی۔ بنڈا نے تھوڑا ٹھوک پیٹ کر ایک بڑا سا پتھر نکالا۔ اندر کافی خالی جگہ تھی۔ وہاں چھوٹی چھوٹی گٹھریاں، ڈبے اور لکڑی کے چھوٹے بکس رکھے تھے۔

سبحان راؤ نے بنڈا سے کہا، "نمبر تین کا ڈبہ نکال لو۔ اس میں کافی پرانا مال ہے۔ پولس نے اس کی چھان بین بند کی ہے۔ اسے بمبئی کے بازار میں بیچ دیں گے۔ سونا ٹھیک سے رکھ دو۔ پولس ٹھنڈی پڑ جائے تب نکال لیں گے۔"

سبحان راؤ پجاری کی طرف بڑھا۔ آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "بھاگو جی، مورائی کی دیکھ بھال ٹھیک سے ہونا چاہیئے۔ تھوڑا اور ابیر تیل لگا دینا۔ بھگتوں کو چمچماتا بھگوان اچھا لگتا ہے۔"

"جی مالک،" بابا نے کہا، "دو چار دن بعد اور ابیر لگا دونگا"۔

"مورائی کا ڈر بٹھانا گاؤں والوں کے من میں۔ کسی کو شک تو نہیں ہوا؟"

"بہت ڈرا کر رکھا ہے گاؤں والوں کو۔ اور رہی شک کی بات۔ تو گاؤں والے بہت بھولے ہیں۔ جو کہوں گا، مان جاتے ہیں۔ اگر میں کہوں کہ اس نومی کو مرغا نہیں، بکرا لے آنا۔ تو ویسا ہی کریں گے۔"

"نہیں۔ نہیں۔ ہم صرف چار لوگ ہیں۔ پورا بکرا کیسے کھا سکتے ہیں؟ اور بھاگو جی، سچی بات تو یہ ہے، تمہیں شوربہ دار مرغا بنانا خوب آتا ہے۔"

کھانے کی بات سے پانڈوا کے منہ میں پانی آ گیا۔

"بنڈا ڈبل روٹی، چپاتی کچھ لائے ہو کہ نہیں؟" پجاری نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ بیکری میں کھڑا تھا تو جھٹ سے چار ڈبل روٹی تھیلی میں سرکا دی۔ اور بھاگ لیا۔" بنڈا نے اکڑ سے کہا۔

سبحان راؤ اس پر برس پڑا۔ "گدھے، ہزاروں کی کمائی کرتے ہیں۔ تو بیکری سے ڈبل روٹی چراتا ہے؟ ان چھوٹی بیوقوفیوں میں پکڑے جائیں گے۔ بیوقوف کہیں کا۔"

"اب نہیں کروں گا مالک۔ پر عادت سے مجبور ہوں۔" بنڈا نے ہنستے ہوئے کہا۔

سبحان راؤ نے انٹی میں بندھے پٹے کے نیچے سے نوٹوں کے دو بنڈل نکالے۔ اس نے بنڈل چبوترے پر رکھ دیے۔ ایک پانڈوا نے اٹھایا، دوسرا بھاگو جی نے۔ اس کے بعد وہ کھانا کھانے بیٹھ گئے۔

(8)

پار گاؤں کے جوان چٹان کے پیچھے پھنس گئے تھے۔ نہ وہ آگے جا سکتے تھے، نہ پیچھے۔ انتظار کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

کچھ منٹوں بعد نیچے سے زوردار سیٹی سنائی دی۔ شرپور کی راہ سے جوابی آواز آنے لگی۔ چور کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"لگتا ہے۔ پولس کو ہماری خبر لگ گئی۔" سبحان راؤ نے کہا۔ وہ دھیان سے سننے لگا۔ پھر اس نے فوراً ساتھیوں کو ہدایت دی۔

"بھاگو جی چولہے میں پانی ڈال دو۔ مرغا اور روٹی پیچھے پھینک دینا۔ برتن تجوری کے اندر چھپادو۔ تم دیوی کے سامنے بیٹھ کر بھجن گانا شروع کرو۔" بھاگو جی حکم کے مطابق کام کرتا گیا۔

"بنڈا، تو پار گاؤں چلا جا۔ تھوڑی دیر میں اجالا ہو گا۔ آج بدھ بازار کا دن ہے۔ کسی کو تم پر شک نہیں ہو گا۔ ٹھیک سے لنگڑانا، اور بھیک مانگنا۔ میں اور پانڈوا یہاں چٹان کے پیچھے چھپ جاتے ہیں۔ پرانی شرپور والی راہ یہاں پیچھے سے جاتی ہے۔ وہ کافی ٹیڑھی میڑھی ہے۔ پولس نہیں ڈھونڈ سکتی۔ اور اگر وہ راہ میں مل بھی جائے تب بھی وہ ہمیں نہیں پکڑ سکتے۔"

چھپے ہوئے سبھاش اور ساتھی نیا منصوبہ سن کر گڑبڑا گئے۔ لیکن دوسرے پل ہی سبھاش نے ساتھیوں سے کہا۔ "کسی کو بھی بھاگنے نہیں دینا۔ میں اور مادھو، سبحان کو پکڑ لیں گے۔ وکاس پہلوان ہے۔ اکیلا پانڈوا کو پکڑ لے گا۔ کشن، راجیش، تم بنڈا کر روکنا۔ آنند پجاری پر نظر رکھے گا۔ یہ لڑائی کا موقع ہے۔ تیار رہنا۔"

"بھاگو جی، جاؤ۔ جلدی سے مندر میں جاؤ۔" سبحان راؤ نے کہا۔ سبحان نے خالی برتن تجوری میں پھینکے۔ بھاگو جی نے اسے پتھر سے بند کر دیا۔ مندر کا دیا جلا کر وہ بھجن گانے لگا۔ بیچ بیچ میں وہ گھنٹہ بجاتا تھا۔ گھنٹے کی آواز چاروں طرف گونجنے لگی۔ پولس کی سیٹیاں اب کافی قریب سے سنائی دے رہی تھیں۔

"پولس اوپر پہنچ گئی ہے۔ بنڈا، بھاگ۔" اتنا کہہ سبحان اور پانڈوا چٹان کے پیچھے دوڑے۔ بنڈا لمبے ڈگ بھرتا ہوا۔ پار گاؤں کی طرف جانے لگا۔ کشن اور راجیش چپ چاپ کود کر اس طرف بھاگے۔ اندھیرے میں انہیں کسی نے نہیں دیکھا۔

اس طرف وکاس نے ٹانگ اڑا کر پانڈوا کو گرادیا۔ سبھاش اور مادھو سبحان کو روکنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ کسی کے منہ سے ایک آواز بھی نہیں نکلی۔

پھر بھی بھاگو جی کو خطرہ کا اندازہ ہوا۔ ہاتھاپائی کی آواز اسے سنائی دی۔ اس

نے گانا بند کر دیا۔ دبے پاؤں وہ مندر کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔ وہاں آنند
تیار بیٹھا تھا۔ پہاڑی چڑھنے کے لئے لایا ڈنڈا اس نے تان رکھا تھا۔ بابا باہر
نکلا، رک گیا۔ اسے پیچھے سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا
تھا۔ "یہاں اس طرف ہوں گے"۔ پولس اوپر پہنچ گئی تھی۔

مادھو زور سے چلایا۔ "داروغہ جی۔ اس طرف آیئے، یہاں دو
چور پکڑ رکھے ہیں۔ جلدی آیئے۔"

یہ سنتے ہی بھاگو جی بھاگنے لگا۔ آنند نے چھوٹتے ہی اس کے
پاؤں پر ڈنڈا دے مارا۔ بھاگو جی چیختا ہوا گر پڑا۔ اسی وقت کشن اور راجیش
مشکل سے بنڈا کو پکڑ کر اوپر لائے۔

پولس کافی تعداد میں تھی۔ چوروں کو حوالے کر کے سبھاش اور
اسکے ساتھی ایک طرف ہو گئے۔ چوروں سے ہاتھاپائی کرنے سے ان کی
سانس پھول رہی تھی۔ راجیش نے آگے بڑھ کر پولس کو تجوری
دکھائی۔ سارا چوری کا مال مل گیا۔ سبھاش نے سارا حال سنایا۔ اس کی
کہانی سن کر انسپکٹر کو تعجب ہوا۔ سجان کو اگر سبھاش اور مادھو نے روکا
نہیں ہوتا تو بھاگ جاتا۔ پولس اسے پکڑ نہیں پاتی۔ پانڈوا بھی ہاتھ نہ
آتا۔ اسے روکتے وقت وکاس کے پاؤں میں موچ آگئی۔ پھر بھی اس نے
پکڑ ڈھیلی نہیں ہونے دی۔

کشن اور آنند نے کہا۔ "چوروں کی خبر سب کو بتادینی چاہیئے۔
ہمارے لوگ ان پڑھ ہیں، بھولے ہیں۔ چور اس بات کا فائدہ اٹھاتے
ہیں۔ اب اسے روکنا ہوگا۔ ہم انہیں پار گاؤں لے چلیں گے۔ چوروں کو
لوگوں سے معافی مانگنی ہوگی۔ پھر لوگ بھی اندھ وشواس نہیں کریں
گے۔ لوگوں کی مدد سے پولس چوروں کو آسانی سے پکڑ سکے گی۔"

انسپکٹر نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ ہم پار گاؤں چلتے ہیں۔ سون پہاڑی
کا راز سب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ تبھی لوگوں کی جہالت دور ہو گی۔"

(9)

سبھاش اور اس کے دوستوں کو پولس نے پانچ ہزار روپے کا انعام چوروں

کو پکڑنے کے لیے دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے قانونی طور پر دوستوں کی انجمن قائم کی۔ رام بھاؤ سولا پورے کا پرانا گھر دو ہزار روپیہ میں خرید لیا۔ گاؤں والوں سے بھی پیسے جوڑے۔ لڑکوں نے خود محنت کی اور اسے ٹھیک کیا۔

سویرے پانچ بجے سے وہاں کھیل کود اور ورزش چلتی ہے۔ صبح آٹھ بجے سے دواخانہ شروع ہوتا ہے۔ پاڈلے ڈاکٹر غریبوں کا مفت علاج کرتے ہیں۔ اس کے بعد بالواڑی، پھر دوپہر کو دو بجے مہیلا منڈل۔ عورتوں کو سینا پرونا اور پڑھنا سکھاتے ہیں۔

شام کو پانچ بجے جوان لڑکے آتے ہیں۔ ریڈنگ روم، بحث مباحثہ، اکھاڑا، ناٹک، قانونی صلاح۔ یہ سب کام سات بجے تک چلتے ہیں۔ اسکے بعد ساڑے سات بجے تعلیم بالغان کی کلاس لگتی ہے۔ سولا پورے کے گھر کا نام "پار گاؤں سماج مندر" رکھا ہے۔ پورے وقت سماج مندر میں کافی رونق رہتی ہے۔

سبھاش کے ساتھیوں کا چار ہزار روپے ان کاموں میں لگ گئے۔ بچے ہوئے پیسے سے پہاڑی کا راستہ صاف کیا۔ مندر کو صاف ستھرا بنایا۔ اندر گاندھی جی کی تصویر رکھوادی۔ چاروں طرف صاف ستھرے چبوترے بنوائے۔ پانی کی ٹنکی کی مرمت کی۔ پہاڑی پر نئے پودے لگائے۔ اب تو سون پہاڑی بہت خوبصورت ہو گئی ہے۔ آس پڑوس کے اسکولوں کے بچے وہاں سیر کرنے جاتے ہیں۔ مندر کے پاس تو خوب چہل پہل رہتی ہے۔

Printed at: Gita Offset Printers Pvt. Ltd., New Delhi-110020